Ankara Üniversitesi
Dil ve Tarih-Coğrafya Fakültesi
Doğu Dilleri Dergisi / Journal of Oriental Languages

Cilt/Volume: VII Sayı/Number: 1 Haziran/June 2022

نوبل انعام یافتہ "گیتانجلی "از رابندر ناتھ ٹیگورکے فنی و فکری پہلو

(اردو تراجم کے حوالے سے)

Rani BEGUM*

Anahtar Kelimeler

گیتانجلی
روحانی
گیتوں کا خراج
فکر و فن

ملخص

گیتانجلی رابندر ناتھ ٹیگور کے 103روحانی گیتوں پر مشتمل وہ ادبی شاہکار ہے جس پر 1913ء میں ٹیگور کوادب کا نوبل انعام دیا گیا ۔ 1912 میں لندن سوسائٹی کی طرف سے اس کتاب کے انگریزی ترجمے" Song Offerings "(گیتوں کا خراج) کے شائع ہوتے ہی مختلف زبانوں میں اس کے تراجم ہونے لگے۔اردو میں بھی کئی پاکستانی اور بھارتی شعرا نے اس کے نثری اور منظوم تراجم کیے ہیں. یہ مقالہ اردو تراجم کی روشنی میں فکر وفن کے حوالے سے گیتانجلی کے ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے جن کی بنا پر گیتانجلی اور ٹیگور کو عالمی سطح پر شہرت حاصل ہوئی اور گیتانجلی نوبل انعام کی حقدار قرار پائی۔

Makale Hakkında

Araştırma Makalesi

Gönderim Tarihi: 13.05.2022
Kabul Tarihi: 08.06.2022
E-Yayın Tarihi: 30.06.2022

ARTISTIC AND INTELLECTUAL ASPECTS OF NOBEL LAUREATE "GEETANJALI" BY RABINDRANATH TAGORE (WITH REFERENCE TO URDU TRANSLATION)

Abstract

Geetanjali, a collection of 103 songs, is among those spiritual works of Rabindranath Tagore on which he had been awarded with Nobel Prize in 1913. When this book was published in 1912 by the name of "Song Offerings" in English, many people translated it in different languages. It is also translated many times in Urdu by some of Indian and Pakistani poets. This article has highlighted that literary taste and artistic sense of the writer due to which he has been got a great fame worldwide and became a Nobel Prize winner.

Keywords

Geetanjali
Spiritual
Song Offering
Nobel Prize
Artistic sense

Article Info

Research Article

Received: 13.05.2022
Accepted: 08.06.2022
Online Published: 30.06.2022

---

* Lecturer, Department of Urdu, Women University Mardan. raniakhan@wumardan.edu.pk.

رابندر ناتھ ٹیگور کی اصل شناخت بنگلہ ادیب و شاعر کی ہے اور ان کی زیادہ تر ادبی تخلیقات بنگلہ زبان میں ہیں مگر انہیں انگریزی زبان پر بھی مہارت حاصل تھی۔اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنی بیشتر تخلیقات کا ترجمہ خود بنگلہ زبان سے انگریزی میں کیا اور ا پنے خیالات کو پوری دنیا میں عام کیا۔

۱۹۱۲ء میں ٹیگور کی شہرہ آفاق تصنیف "گیتانجلی" انگریزی میں شائع ہوئی۔"گیتانجلی" رابندر ناتھ ٹیگور کا ۱۰۳ نظموں پرمشتمل وہ ادبی شاہکار ہے جس پر ۱۹۱۳ء میں ٹیگور کو ادب کا سب سے بڑا اعزاز " نوبل پرائز" ملا۔ نوبل انعام ملنے پر ٹیگور اور گیتانجلی کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوا اور ٹیگور بنگلہ زبان و ادب کے دائرے سے نکل کر عالمی ادب کا حصہ بن گئے۔ گیتانجلی کی روحانیت سے بھرپوراور مادہ پرستی سے لاتعلق شاعری کی ہر طرف مقبولیت اور شہرت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ٹیگور کی شاعری کے مختلف زبانوں میں تراجم ہونے لگے اور اس سے ان کی مقبولیت میں مزید اضافہ ہوا۔اردو میں بھی اس کے کئی منظوم اور منثور تراجم ہو چکے ہیں۔اردو میں "گیتانجلی" کا پہلا نثری ترجمہ ۱۹۱۴ء میں نیاز فتح پوری نے کیا۔اس کے بعد جوش ملیح آبادی اور فراق گورکھپوری نے اس کے نثری تراجم کیے۔ان نثری تراجم نے اردو مترجمین کو اساس مہیا کی توکئی ہندوستانی اور پاکستانی شعرا نے گیتانجلی کے منظوم تراجم کیے۔ان شعرا میں عبدالعزیز خالد، عبدالرحمٰن بجنوری، سید ظہیر عباس، شاہنوازؔ زیدی،سہیل احمد فاروقی اور انورؔ جلال پوری کے نام خاص طورپرقابلِ ذکر ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ " گیتانجلی" میں ایسی کیا بات ہے کہ دوسری زبانوں کے شاعر اور ادیب اس کا ترجمہ کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔اس سلسلے میں پروفیسر وہاج الدین علوی لکھتے ہیں:

" یہ وہی سرمایہ ہے جو ہندوستان کی فضا میں الوہی نغموں،مثنوی مولانا روم کی بانسری کی غنائیت،حافظ شیرازی کا پیامِ سر مستی،کبیرؔ کے دوہوں کی آدم گری و خود شناسی اور ہند اسلامی تہذیب کی نغمگی اور سوز و گداز میں جلوہ صد رنگ کی طرح بکھرا پڑا ہے۔"(۱)

"گیتانجلی"سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ،" گیتوں کا خراج "یا "عقیدت کے گیت "یہ دراصل خدا کی محبت میں گائے ہوئے روحانی گیتوں پر مشتمل کتاب ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ان کی بنگالی زبان کے مجموعے " گیتانجلی " کا انگریزی ترجمہ ہے لیکن اس بات میں صداقت نہیں ہے ،کیونکہ بنگلا گیتانجلی میں ۱۵۷ گیت شامل ہیں۔ البتہ اس کتاب سے کچھ گیت ضرور لیے گئے ہیں۔اس حوالے سے پربھات کمارمکھو پادھیائے نے اپنی کتاب " اپندر جیوتی (جلد دوم) میں لکھا ہے:

"بنگلا گیتانجلی کے ۱۵۷ کے بالمقابل انگریزی گیتانجلی میں کل ۱۰۳ گیت شامل ہیں جن میں سے بنگلا گیتانجلی (عقیدت کے گیت ۱۹۱۰) سے ۵۳، گیتی مالا (گیتوں کی مالا۱۹۱۳۔۱۹۱۰) سے ۱۵، نئی بیدیا (نذر ۱۹۰۱) سے ۱۶، کھیا(کشتی ۱۹۰۶) سے ۱۱، شیشو (بچہ ۱۹۰۳) سے ۳، اوریتال

چی (فصل ربیع ۱۸۹۶)، سورن (یادیں۱۹۰۳)، کلپنا (تصور ۱۹۰۰)، اتسرگہ(نذرانہ ۱۹۰۳)

اور چلائتن (شکستہ گھر) سے ایک ایک کر کے اس میں کل ایک سو تین گیت شامل ہیں۔"(۲)

اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی "گیتانجلی" ، بنگلہ"گیتانجلی" کا مکمل ترجمہ نہیں بلکہ ٹیگور کے منتخب روحانی گیتوں کا انگریزی ترجمہ ہے جو ٹیگور نے انگلستان کے بحری سفر کے دوران کیا۔ ستمبر ۱۹۱۲ء میں اسے لندن سے " انڈیا سوسائٹی " نے "Song Offerings" کے نام سےشائع کیا ۔ مغرب میں نظموں کے اس مجموعے کو کافی پذیرائی ملی ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت مغرب کی شاعری روحانیت،اخلاقی بلندی اور فلسفے سے خالی تھی ۔ ٹیگور کی سادگی ، فطرت سے لگاؤ اورگہری روحانیت کے ذریعے مشرقی افکار و خیالات پہلی بار اہلِ مغرب پر آشکار ہوئے۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ مادیت سے اکتائے ہوئے یورپ کے باسیوں کو ٹیگور کی شاعری نے ہی پہلی بارروحانیت اور انسانیت کی اعلیٰ قدروں کا احساس دلایا۔

ٹیگور کا تعلق ہندو مذہب سے تھا۔دیگر مذاہب کی طرح ہندو مذہب میں بھی روحانیت کا تصور موجود ہے۔ اگر ہندو مذہب کی مقدس کتابوں کودیکھا جائے تو ان میں وید اور شری مدبھگوت گیتا کو مقدس کتابوں کی حیثیت سے بہت اہمیت حاصل ہے۔ان کی تعلیمات تصوف سے بھری پڑی ہیں۔ ٹیگور کے افکار و خیالات کی بنیادبھی خالصتاً روحانیت پرہے۔ یہی وجہ ہے کہ روحانیت نہ صرف ان کی ذات کا حصہ تھی بلکہ ان کی شاعری کی نمایاں خصوصیت بھی ہے۔''گیتانجلی'' میں ٹیگور نے جن احساسات و جذبات کو الفاظ کے قالب میں ڈھالا ہے ان میں روحانیت واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں شمیم طارق کا یہ بیان خاص اہمیت کا حامل ہے :

"ٹیگور ، حافظ کی غزلیں اور ان کے ترجمے اپنے والد کی زبان سے سنتے تھےجو ان کے دل و دماغ

پر ہمیشہ کے لیے نقش ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام پرحافظ کا خاصا اثر ہےٹیگور جب

ایران کے سفر کے دوران حافظ کے مقبرے پر حاضر ہوئےتو انہوں نے خوداس کا اعتراف کیا

کہ ہم دونوں ایک ہی میکدہ کے میخوار ہیں اور ہم نے گوناگوں شراب(معرفت)سے اپنے اپنے

جام بھرے ہیں اور ہم دونوں روزِ ازل سے ایک دوسرے سے آشنا ہیں"(۳)

گیتانجلی کی بعض نظمیں پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ ٹیگور نے خدا کی ذات کو پا لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کائنات کے تمام فطری مظاہر میں انہیں خدا کا جلوہ نظر آتا ہے۔ وہ اپنے ارد گرد نظر آنے والی ہر شے میں اپنی روحانی آنکھ سے اسے دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔ کوہسار، درخت ، پھول پتے، ہوا، موسم ، سورج ، چاند ، ستارے ، صبحیں ،شامیں غرض کائنات کی ہر ایک شے خدا کی ذات کا مظہر بن جاتی ہے۔

ترے سورج ستارے کب چھپا پائے تجھے مجھ سے

کئی صبحوں میں ،شاموں میں

ترا آنا سُنا میں نے

ترے پیغامبر نے دل میں آکر

مجھ کو چپکے سے بلایا بھی

نجانے آج کیوں اتنا امنگوں سے بھرا ہے دل

کہ انجانی خوشی سے کانپ جاتی ہوں

کچھ ایسا ہے کہ آخر کام نمٹانے کا وقت آیا

فضا میں

میں تری موجودگی کی دھیمی دھیمی

اور مدھر مہکار پاتی ہوں"(۴)

روحانیت کے جذبے کے تحت ٹیگور کی ان نظموں میں اخلاقی بلندی، التجا ، خدا کو پانے کی جستجو اور اس سے ہم کلامی کا احساس جا بجا ملتا ہے۔ گیتانجلی کی اکثر نظموں میں ٹیگورنےایک سچے عاشق کی حیثیت سے اپنے حقیقی محبوب کی رضا اور خوشنودی کو عزیز رکھا ہے اور نہ صرف اپنے خالق سے محبت کا اظہار کیا ہے بلکہ اس کی خوشنودی اور رضا کے لیے اس کی تمام مخلوق کے لیے بھی محبت اور ہمدردی کے جذبات کا اظہارکیا ہے۔ ایسی نظمیں اخلاقی بلندی کی بہترین مثال کہی جا سکتی ہیں۔ مثلاً

"یہاں ہے تیرا پائدان جہاں تیرے پاؤں ٹکے ہوئے ہیں اور یہاں غریب ترین لوگ، اور وہ جن کا دنیا میں کوئی نہیں، بستے ہیں------

گھمنڈ اس جگہ کے پاس کبھی نہیں پہنچ سکتاجہاں تُو خاکساروں کے لباس میں چل پھر رہا ہے۔غریب ترین،ہیچ ترین اور بیکس لوگوں کے درمیان۔" (۵)

ٹیگورانسانیت اور روحانیت کے سفیر تھے۔وہ انسانوں میں انسانیت کی صفت دیکھنے کے آرزومند تھے۔وہ انسانیت کے حقیقی علمبردارتھےاور چاہتے تھے کہ دنیا کے تمام انسان باہمی اتفاق اور محبت کے ساتھ زندگی بسر کریں۔وہ تمام انسانوں کو آپسی میل محبت کے رشتے میں جوڑنا چاہتے تھے۔ ٹیگور کے نزدیک خدا کی ذات کسی عبادت گاہ تک محدود نہیں اور نہ ہی کسی عبادت گاہ کے ایک کونے میں بیٹھ کر صرف عبادت و ریاضت سے خدا کو پایا جا سکتاہے بلکہ اس کے لیے انسانیت کا درد محسوس کرنا پڑتا ہے۔اس خیال کو ٹیگور نے اپنی ایک نظم میں اس طرح بیان کیا ہے:

"مالا جپنا

منتر پڑھنا

گانا گانا چھوڑ

آنکھیں کھول پجاری

دیکھ ترا بھگوان نہیں ہے----

وہ تو کسان کے ساتھ کہیں

سوکھی دھرتی کے سینےپر

ہل پھیر رہا ہے----------

مالک نے خود اپنی خوشی سے

اپنے آپ کو سب مخلوق سے

باندھ لیا ہے۔ "(۶)

ٹیگور کی روحانیت اور انسان دوستی کے حوالے سے ذاکر حسین " نذرِ عقیدت" کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"ٹیگور کا بڑ اکارنامہ یہ ہے کہ اس نے روحانیت اور انسان دوستی کو ہم آمیز کیا۔

اس کا دل انسانی محبت سے لبریز تھا اور اس کی وسعتوں میں بلا تفریق مذہب و

ملت ہر کسی کی سمائی ہو سکتی تھی اور اس کی تڑپ کسی مخصوص فرقےیا طبقےتک

محدود نہیں تھی"(۷)

ٹیگور کی شاعری میں تخیل کی فراوانی،انفرادیت،جذباتیت، فطرت سے لگاؤ اور جمال آفرینی کی خصوصیات نمایاں ہیں۔ حسن وجمال، فلک بوس پہاڑوں،گرتے آبشاروں،بادلوں،چاند ،ستاروں،موسموں غرض فطرت کے مظاہر میں جہاں بھی موجود ہے،ٹیگور کا محبوب موضوع رہا ہے۔اس کے علاوہ ان کی شاعری میں جو رومانوی فضا پائی جاتی ہے اس میں بھی روحانیت کا عنصر نمایاں ہے۔

رومانیت میں روحانیت کی آمیزش نے ان کے ہاں ایک پر اسرار فضا تشکیل دی ہےجوقاری کو کسی اور دنیا میں لے جاتی ہے۔ ایک ایسی دنیا میں جہاں فطرت کا حسن اپنی تمام تر لطافتوں کے ساتھ موجود ہےاورجہاں خالق ومخلوق کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔ گیتانجلی" کے اکثر گیت ماورائی محبت کے لطیف جذبات لیے ہوئے ہیں۔ان گیتوں میں محبوب سے محبت کی شدت نمایاں ہے،جس کے تحت دوری کے باوجود ہر پل اس کا قرب محسوس کیا جا سکتا ہے۔

"ہر ایک لمحے میں ہر زمانے،ہر ایک دن میں

ہر ایک شب میں

وہ آرہا ہے،وہ آرہا ہے،وہ مستقل چلتا آرہا ہے

وہ دھوپ اپریل کی ہو چٹکی

بسے ہوں خوشبو بھرے ہوئے دن

کہ درمیاں جنگلوں کے ہو کر

وہ آرہا ہے،وہ آرہا ہے،وہ مستقل چلتا آرہا ہے

اندھیرا برسات کا ہو کتنا

سوار ہو کر کڑکتے بادل کے رتھ پہ دیکھو

وہ آرہا ہے،وہ آرہا ہے،وہ مستقل چلتا آرہا ہے"(۸)

" گیتانجلی" کے گیتوں میں تخیل کی کارفرمائی اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔یہاں ٹیگور کا تخیل ایک ہی محور کے گرد گھومتا نظر آتا ہے اوروہ محور عشق ہے۔ ٹیگور کی شعری فکر میں جذبۂ عشق کی کارفرمائی نمایاں طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔صوفیا کے نزدیک عشق ایک بنیادی جذبہ ہے جو تخلیقِ کائنات کا سبب ہے۔حقیقتِ اعلیٰ کو جب اپنا جمال دیکھنے کی آرزو ہوئی تو اس نے کائنات کو تخلیق کیا۔اس طرح کائنات ایک آئینہ ہے اور خودبینی کی خواہش سببِ کائنات ہے، جس کو صوفی کی زبان میں عشق کہا جاتا ہے۔" گیتانجلی" کے گیتوں میں عشق کا جذبہ نمایاں طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے ۔مثلاً

عبدِ نا چیز کو یارب وہ بصیرت ہو عطا کہ ہر اک شے میں ترا جلوۂ زیبا دیکھوں

مرکزِ شوق فقط تُو ہو ہر اک سمت مرا میں ترا نور بہ اخلاص و تمنا دیکھوں

مجھ میں باقی رہے بس اتنا خودی کا احساس سامنے میرے تو بے پردہ رہے میرے پاس (۹)

عبدِ ناچیز کو ہر شے میں اس کا جلوہ دیکھنے کی تمنا،اسی کا مرکزِ شوق ہونا،اس کے نور کو اخلاص اور تمنا سے دیکھنے کی خواہش کرنااور اس کو بے پردہ قریب سے دیکھنے کی آرزو کرنا مکمل طور پر جذبۂ عشق کی کارفرمائی ہے۔

چونکہ ٹیگورکا عشق خالصتاً روحانی ہے ،اس لیے اس میں محبوب کاتخیلی قرب تو ہے لیکن جنس کا شائبہ تک نہیں۔ اس عشق میں خلوص ،شدت اور گہرائی ہے۔ یہ عشق ٹیگور کی رگ رگ میں سرایت کر چکا ہےاور اسی میں ان کو آسودگی میسر ہے۔

"گیتانجلی" میں ٹیگور کی رومانیت تخیل کی بنا پرعشق کے متنوع روپ دکھاتی ہے۔یہاں عاشق اورمحبوب کا قرب بھی دیکھا جا سکتا ہے اورہجر میں انتظار کا کرب بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔محبوب کے لطف و کرم کا اقرار بھی ہے اور اس سے التجا اور شکوہ بھی ہے۔ یہاں محبوب کے لیے جینے کی تڑپ بھی ہےاور اس کے لیے موت کی آرزو بھی ہے۔ محبوب میسر بھی ہے اور اسے تلاش بھی کیا جا رہا ہے۔ایک رومانی شاعر ہونےکی حیثیت سے ٹیگور نے یہاں تخیل کی رنگا رنگ جولانیاں دکھائی ہیں۔

"تیرا گھر اے میرے خدا لا محدود ہے اور اسے تلاش کرتے کرتےمیں تیرے دروازے پر آگیا ہوں

میں تیرے آسمانِ شام کے سنہرے گنبد کے نیچے کھڑا ہوں اور پُر اشتیاق نگاہوں سےتیرے چہرے کی طرف دیکھ رہا ہوں

میری پُر خلا زندگی کو بحرِ دوام میں غوطہ دے دے اور اسے گہری سے گہری سیرابی میں ڈبو دے۔" (۱۰)

" گیتانجلی " کی ایک اور نمایاں خصوصیت مناظر فطرت کا بیان ہے۔اس کے گیتوں میں فطری حسن کے نمونے جا بجا بکھرے پڑے ہیں۔یہاں فطرت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔جو منظر ٹیگور کی آنکھوں کو بھاتا تھا وہ اسے پوری جزئیات کے ساتھ اپنی شاعری میں بیان کردیتے تھے۔ مناظر فطرت اور ان کی خیال انگیزی سے ٹیگور نے بہت حسین تصویریں تخلیق کی ہیں،جن سے ٹیگورکے ہاں فطرت کا حسن بے حجاب ہو کر سامنے آتا ہے اور قاری کو فوراً اپنے سحر میں جکڑلیتا ہے۔ گیتانجلی کی نظموں کی فطری مسحور کن فضا کائنات کے حقیقی حسن کا احساس دلاتی ہے اور قاری بے اختیار خالق کی کاریگری کا قائل ہو جاتا ہے۔مثلاً

"میرے بنجر دل پر بوندیں نہیں پڑی ہیں
بادل کیا بدلی بھی نہیں ہے
آسماں بھی حدِ نظر تک کھلا پڑا ہے
یارب اب تُو بھیج دے اپنا اندھیارا طوفان
پر برکھا برسا دے
بجلی کے کوندے سے سارا آسماں چمکا دے
اور پھر اپنے کرم کا بادل
یوں برسا دے ہر سُو
جیسے باپ کے غیض و غضب کے دن
ممتا کے آنسو"(۱۱)

ٹیگور کی روحانیت اور فطرت سے محبت کے سبب"گیتانجلی" میں کمال کی منظر کشی ملتی ہے۔ یہاں ٹیگور نے محاکات نگاری اورمنظرکشی کے جو نمونے پیش کیے ہیں ،وہ ان کی بھرپور فنکاری کا واضح ثبوت ہے۔انہوں نے مناظر کو پوری جزئیات کے ساتھ اتنی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ پورا منظر متحرک ہو کر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ مثلاً ایک نظم میں موسم بہار کا نقشہ بڑی خوبصورتی سے یوں کھینچا ہے:

ے بسنتی رُت میری کھڑکی پہ ہے موسم سہانا ہے

شہد کی مکھیوں کا چاروں جانب آنا جانا ہے (۱۲)

منظر کشی میں ٹیگور نے موسم کی دلفریب اداؤں سے بڑا کام لیا ہے۔ ان کی خاصیت یہ ہے کہ وہ موسم کے بیان میں ارد گرد کی ہر چیز کی موجودگی سے منظر تخلیق کرتے ہیں،جس سے قاری بڑا محظوظ ہوتا ہے۔گیتانجلی کی ایک نظم میں ٹیگور نے بہار کی مناسبت سے چڑیوں،گھونسلوں ،پھولوں،برسات اور نغمات کے الفاظ سے منظر کو متحرک اورخوشگوار بنا دیا ہے۔ مثلاً

ے ترے جو بول ہیں چڑیوں کے بھی وہ منہ سے نکلیں گے

ہزاروں گھونسلوں سے بھی ترے نغمات پھوٹیں گے

ے مرے بَن میں بھی ہر سُو اک بہار آئے گی پھولوں کی

پھر ان پھولوں پہ بھی برسات ہوگی ترے نغموں کی (۱۳)

ٹیگور منظر کا تانا بانا بُننے کے لیے ایسے الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں جن سے نظم میں ڈرامائی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور اسی خصوصیت کے سبب پورا منظر ایک ڈرامے کی صورت قاری کے ذہن کے پردے پر چلنے لگتا ہے۔ ٹیگور کی اکثر نظموں میں چونکہ متکلم کا صیغہ استعمال ہوا ہے،اس لیےقاری نہ صرف خود کو اسی جگہ محسوس پاتا ہے بلکہ خود کو اس ڈرامے کا مرکزی کرداربھی سمجھنے لگ جاتا ہے یہی کیفیت گیتانجلی کی اکثر نظموں میں ملتی ہے۔" گیتانجلی" کو تصوراتی مناظر کابہترین مرقع کہنا بجا ہوگا۔ ڈرامائی نظم کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

"میں گھنٹوں سے یہاں

نظریں بچھائے

پھول تھامے منتظر ہوں

راہ چلتے لوگ تیرے پھول لے کر جا رہے ہیں

دیکھ میرے ہاتھ میں یہ ٹوکری

خالی نہ ہو جائے-------

ہزاروں کارواں گزرے

ہجوم اترے

گئے

تُو سب سے پیچھے کالے سایوں میں کھڑا ہے " (۱۴)

"گیتانجلی" کی شاعری ٹیگورکے فلسفیانہ خیالات کی بھر پورعکاسی کرتی ہے۔ یہاںوہ ایک فلسفی کی طرح حیات و کائنات پر غور وفکر کرتے ہوئے اس کے گہرے رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن ان کی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے زندگی کے دقیق فلسفوں کے بجائے بے لوث جذبوں اور سادہ زندگی کے راز بہت واضح انداز میں بیان کیے ہیں۔ وہ اپنے فلسفیانہ اندازِ فکر سے ایسی بات ڈھونڈ کر نکالتے ہیں جس کی طرف ایک عام انسان کی نگاہ نہیں جا سکتی۔

مثال کے طور پر ٹیگورنےایک نظم میں یہ فلسفہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہےکہ شاہانہ لباس،ٹھاٹھ باٹھ اور بھاری زیورات کے بوجھ یعنی مادی آسائشوں کےساتھ زندگی کے حقیقی حسن سے بھرپور طور پر لطف نہیں اٹھایا جا سکتا۔زندگی کا اصل رنگ سادہ اورعام زندگی میں ہی دیکھا جا سکتا ہے۔

"بچے کو خلعت پہنا دو

زیورات سے گردن بھر دو

پھر وہ کیسے کھیل سکے گا

اس کے کپڑے قدم قدم پر ننھے پیروں سے الجھیں گے

کہیں لباس مسل ناں جائے، اس پر مٹی نہ لگ جائے

اس ڈر سے وہ دنیا بھر سے دور رہے گا

ماں----تیری یہ قید مرے کس کام آئے گی

تیری دولت

مجھ کو دھرتی کی مٹی سے دور کرے گی

اور مجھ کو سادہ جیون کی خوشیوں کے میلے میں

جانے سے روکے گی

مجھ کو یہ کیسے بھائےگی---- "(۱۵)

ٹیگوردنیاوی زندگی کا راز پا چکے تھے اور شاید اسی لیے ان کے ہاں بے ثباتیٔ زندگی کا احساس نمایاں ہے۔ان کے نزدیک اس عارضی دنیا سے دل لگانا حماقت ہےاور اسی کے سبب انسان ذہنی نا آسودگی کا شکار ہے۔حالانکہ خاک سے بنا ہوا انسان یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ زندگی اور اس کی تمام متعلقات فنا ہونے والی ہیں۔ ٹیگور نے "گیتانجلی "کی ایک نظم میں دنیاوی محبت اور خواہشات کو بے معنی کاٹھ کباڑقرار دیا ہے۔ان کے نزدیک انسان اس حقیقت سے آگاہ بھی ہے کہ دنیاوی آسائشیں عارضی ہیں لیکن وہ اپنی فطرت سے مجبور ہے۔

"مگر مجبور ہوں میں پھینک سکتا ہی نہیں

یہ سارا بے معنی کباڑ اور کاٹھ

جس سے دل کے گھر کا کمرہ کمرہ بھر چکا ہے

اٹ چکا ہے---

میرا نفرت زدہ ملبوس

خاک اور موت کے بے فیض دھاگے سے بنا ہے

پھر بھی جانے کیوں اسے دل سے لگاتا ہوں---- "(١٦)

رابندر ناتھ ٹیگور کی انگریزی میں ترجمہ شدہ گیتانجلی کو بنیاد بنا کر ہی تمام مترجمین نے اردو میں "گیتانجلی" کا ترجمہ کیا۔ اگر ان تمام تراجم کا جائزہ لیا جائے تو سب کےہاں ایک خصوصیت مشترک نظر آتی ہے اور وہ غنائیت ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ گیتانجلی دراصل گیتوں کا مجموعہ ہےاور گیت کا لفظی مطلب ہی راگ، سرود اور نغمہ ہے۔اس لحاظ سے "گیتانجلی" کی ایک نمایاں خوبی غنائیت اورنغمگی ہے جس کے لیے ٹیگور نے تکرارِ لفظی کےحربے سے کام لیا ہے۔ اس کی مثال اردو گیتانجلی کے وہ گیت ہیں جو مختلف مترجمین نے لفظ بہ لفظ ترجمہ کیے ہیں۔ جہاں جہاں ٹیگور نے تکرارِ لفظی کا استعمال کیا ہے، مترجمین نے بھی ان کا اتباع کرتے ہوئے تکرارِ لفظی سے کام لیا ہےاور اس تکرار لفظی سے ان گیتوں میں ایک لطیف نغمگی پیدا ہو گئی ہے۔اسی گیت کا ترجمہ سہیل احمد فاروقی نے یوں کیا ہے:

"ایسا بنا دے میرا دل
جو مستقل کہتا رہے
مجھ کو ہے بس تیری طلب
تیری طلب
جیسے شبِ تاریک بھی
ہے روشنی کی ملتجی
ویسے ہی میرا لاشعور
ہے گونجتااس چیخ سے
مجھ کو ہے بس تیری طلب
تیری طلب" (۱۷)

دراصل ٹیگور ایک موسیقار بھی تھے،اس لیے وہ خوب جانتے تھے کہ گیتوں کی فضا کیسے تخلیق کی جاتی ہے اورکس لفظ کوکہاں اورکس طرح استعمال کرنا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نےالفاظ کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے ۔
گیتانجلی" کی شاعری کی نغمگی اور غنائیت کا اعتراف نیاز فتح پوری نے"عرضِ نغمہ"میں ان الفاظ میں کیا ہے:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر موسیقی کوئی زبان اختیار کر سکتی ہے اور
وہ ذریعہ اظہارِ جذبات کا ہو سکتی ہے تو ٹیگور کی یہ تصنیف اسی ذیل میں
شمار کی جا سکتی ہے ۔"(۱۸)

مذکورہ بالا خصوصیات کی بنا پر " گیتانجلی"کو دائمی مقبولیت کا اعزاز حاصل ہےاورایک صدی گزر جانے کے باوجوداس کےنثری اور منظوم تراجم مختلف زبانوں میں تواتر کے ساتھ سامنے آتے رہتے ہیں۔

حوالہ جات

۔پروفیسر وہاج علوی ،حرف آغاز ،"گیتانجلی "از سہیل احمد فاروقی(نئی دہلی: ٹیگور ریسرچ اینڈ ٹرانسلیشن اسکیم ،جامعہ ملیہ اسلامیہ ۲۰۱۳)ص ۲۱
عبدالرحمٰن بجنوری ، دیباچہ " گلِ نغمہ" ازعبدالعزیز خالد(لاہور :شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز ۱۹۶ء)ص ۷
شمیم طارق،" ٹیگور شناسی" (نئی دہلی :ٹیگور ریسرچ اینڈ ٹرانسلیشن اسکیم ، جامعہ ملیہ اسلامیہ ۲۰۱۳)ص ۱۹
شاہنواز ؔزیدی،گیتانجلی (اردو منظوم ترجمہ) (لاہور :حافظ جمیل پریس ،۲۰۰۵ء)ص۸۹
۵۔فراق گورکھپوری ،"گیتانجلی "مشمولہ رابندر ناتھ ٹیگور کے انمول افسانےازیوسف مثالی،ص ۲۷۲
شاہنوازؔ زیدی،گیتانجلی(اردو منظوم ترجمہ)،ص ۲۷

ذاکر حسین،پیش لفظ " نذرِ عقیدت" مرتبہ :امنؔ لکھنوی(امپیریل پرنٹنگ پریس ، س-ن)ص۶
سہیل احمد فاروقی، گیتانجلی،ص ۱۱۲-۱۱۳
سید ظہیر عباس، گیتان جلی(مظفر نگر یو-پی: رنگ محل پبلی کیشنز۱۹۸۵)ص ٦٥
۱۰- فراق گورکھپوری ،"گیتانجلی "مشمولہ "رابندر ناتھ ٹیگور کے انمول افسانے"ازیوسف مثالی،ص ۳۵۵

شاہنوازؔ زیدی،گیتانجلی(اردو منظوم ترجمہ)،ص ۷۷-۷۸

انور ؔجلال پوری،"اردو شاعری میں گیتانجلی"(دہلی:روشن پرنٹرز ۲۰۱۴)ص۲۲
ایضاً،ص ۳۲
شاہنوازؔ زیدی، گیتانجلی (اردو منظوم ترجمہ)،ص۷۹-۸۱
ایضاً،ص۲۴
ایضاً،ص۵۹
سہیل احمد فاروقی،گیتانجلی، ص ۹۶
نیاز فتح پوری، مقدمہ "گیتان جلی(عرضِ نغمہ)"(دہلی: درویش پریس ، س-ن)ص ١٦